© rasailojaraid.com

چاہیے تھا۔ یا اگر پارٹی بدل گئی ہے' تو وہ کسی معاملہ میں ووٹ دینے سے پہلے' استعفیٰ دے کر دوبارہ انتخاب لڑے۔ یہ دیانت و اخلاق کی راہ ہے۔

آپ غور فرمائیں تو میرے نقطہ نظر سے قومی و صوبائی اسمبلیوں میں جماعت اسلامی کے ممبران کے ووٹ کا مسئلہ قانون کی زد میں بھی آ سکتا ہے' اور ان کے خلاف جماعت کی کارروائی بالکل بجا ہے۔ جماعت کی حکومت نہ تھی کہ اس کے ٹوٹنے کا خطرہ ہوتا' اور ووٹ کسی اصولی معاملہ کے بجائے' نواز شریف یا وٹو کی حکومت قائم رکھنے کے لیے تھا۔

السلطان ظل اللہ ــــــ کا مفہوم

سوال : آپ سے درخواست ہے کہ براہ کرم اس سوال کا جواب مرحمت فرمائیں۔

(۱)۔ السلطان ظل اللہ فی الارض من اھان سلطان اللہ فی الارض اھانہ اللہ

کیا یہ الفاظ کسی حدیث پاک کے ہیں۔ اور اگر حدیث پاک کے ہیں تو کیا یہ حدیث صحاح ستہ کی کوئی حدیث ہے ؟

(۲)۔ نیز اگر صحاح ستہ یا غیر صحاح ستہ میں کسی بھی جگہ نقل ہوئی ہے تو اس کی صحت اور صحیح مفہوم کیا ہے۔

جواب : السلطان ظل اللہ ... کے الفاظ حدیث میں وارد ہیں۔ مشکوٰۃ کتاب الامارہ میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی حدیث درج ذیل ہے :

"سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول' من اھان سلطان اللہ فی الارض اھانہ"

(جس نے زمین میں سلطان اللہ کی اہانت و توہین کی' اللہ تعالیٰ اسے بے عزت کریگا۔)

کنزالعمال حدیث نمبر ۱۴۵۸۰ میں سنن بیہقی و طبرانی کے الفاظ یہ ہیں۔

"سلطان ظل اللہ فی الارض فمن اکرمہ اکرمہ اللہ ومن اھانہ اھانہ اللہ"

(سلطان زمین میں اللہ کا سایہ ہوتا ہے جو اس کا اکرام و احترام کرے' اللہ تعالیٰ اس کی عزت افزائی فرمائے گا اور جو اس کی توہین کرے اللہ تعالیٰ اسے رسوا کریگا۔)

سنن ترمذی' اشراط الساعۃ میں اس حدیث کو حسن غریب قرار دیا۔ جو لائق استناد اور قابل اعتماد ہے۔

میں جہاں تک سمجھ سکا ہوں' اس حدیث میں سلطان کے لفظ کا اطلاق کسی شخصیت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

Personality پر نہیں بلکہ ادارہ واقتدار Institution پر ہوتا ہے۔ ارشاد نبویؐ سے مراد میرے نزدیک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود وقیود میں پابند خلافت علی منہاج النبوۃ' اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کا پرتو ہے' جو مسلم معاشرے پر سایہ فگن ہے۔ جو اس ادارے کی تعظیم و تکریم کرے گا اللہ تعالیٰ اسے عزت بخشے گا اور جو اس ادارے کی توہین و تذلیل کرے گا' اللہ تعالیٰ اسے دنیا و آخرت میں رسوا کرے گا۔

قرآن مجید کی کسی آیت یا کسی حدیث کا کوئی ایسا مفہوم اخذ کرنا درست نہیں جو دوسری نصوص قرآن و سنت سے ٹکراتا ہو۔ اہل مغرب میں بادشاہت کا اور ظل اللہ یعنی Devine Right of Kings کا جو تصور رائج رہا ہے' اسلامی تعلیمات کی رو سے وہ بالکل باطل اور خالص شرک ہے۔ بلاشبہ مسلمان حکمران جو مسلمانوں کی آزاد مرضی سے منتخب ہوتے ہیں' جب تک وہ اپنے اقتدار کو فی الجملہ حدود اللہ کے تحت استعمال کریں' ان کے اطاعت سے انحراف اور ان کے اقتدار سے اعراض وانکار نراجیت (انارکی) کے ہم معنی ہے۔ ہماری تاریخ میں اس کی نمایاں مثال فرقہ خوارج ہے جو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے بعد کسی سلطان وامیر کی امارت کو تسلیم ہی نہیں کرتے تھے۔ ان کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ وہ دین کے دائرے سے ایسے نکل جائیں گے جیسے کہ تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی دوسری طرف حدیث میں جابر و ظالم حکمران کے سامنے کلمہ حق بیان کرنا افضل الجہاد قرار دیا گیا ہے۔ اور فرمایا گیا ہے کہ کسی مخلوق کی اطاعت اس حال میں جائز نہیں جب کہ اس سے خالق کی نافرمانی ہوتی ہو۔ "لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق" اسلامی ریاست سلطنت کا کوئی صاحب منصب' حتیٰ کہ وہ خلیفہ' اس کا کوئی عامل یا گورنر بھی شریعت کے آئین و قانون سے بالاتر نہیں ہے۔ خلفائے راشدین اپنے مقرر کردہ قاضیوں کی عدالت میں مدعی یا مدعا علیہ کی حیثیت سے پیش ہوتے رہے ہیں اور عدالت کا فیصلہ اگر ان کے حق میں نہیں ہوا تو انہوں نے بسروچشم اپنے خلاف فیصلے کو تسلیم کیا ہے۔ اس سے سلطان کی اہانت نہیں ہوتی بلکہ اس کی تعظیم و تکریم ہوتی ہے۔

مولانا مودودیؒ رحمہ اللہ نے "تجدید واحیائے دین" میں "جاہلیت کا حملہ" کے ذیلی عنوان کے تحت ایک مقام پر لکھا ہے۔

"بادشاہوں کو الٰہ کہنے کی ہمت باقی نہ رہی تھی۔ اس لیے السلطان ظل اللہ کا بہانہ اختیار کیا۔"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان الفاظ سے حدیث زیر بحث کے بارے میں شبہ ہو سکتا تھا مگر درج ذیل حاشیے نے اسے رفع کر دیا۔ جو تجدید دین ص ۳۸ پر مطبوعہ موجود ہے۔ حاشیہ یہ ہے:

"اس میں شک نہیں کہ حدیث میں یہ الفاظ آئے ہیں مگر لوگوں نے ان کا بالکل غلط مفہوم لیا ہے۔ عربی زبان میں سلطان کے اصل معنی اقتدار کے ہیں۔ صاحب اقتدار کے لیے تو یہ لفظ محض مجازاً استعمال ہوتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لفظ کو اس کے اصل معنی میں استعمال فرمایا ہے نہ کہ مجازی معنی میں۔ حضورؐ کے ارشاد کا منشا یہ ہے کہ حکومت واقتدار دراصل اللہ تعالیٰ کے اقتدار کا ایک پرتو ہے۔ جس شخص پر یہ پرتو ڈالا جائے وہ اگر اس کی عزت کو ملحوظ رکھے گا یعنی حق اور انصاف کے مطابق حکومت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو عزت دے گا اور جو شخص اس سایہ الٰہی کی اہانت کرے گا یعنی ظلم اور نفس پرستی کے ساتھ حکومت کرے گا' اللہ اس کو ذلیل کر دے گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکیمانہ ارشاد کو توڑ موڑ کر لوگوں نے بادشاہوں کو ظل اللہ قرار دے دیا اور حضورؐ کے منشا کے بالکل خلاف اس بادشاہ پرستی کے لیے ایک مذہبی بنیاد بنا ڈالا۔"

مصنف مرحوم کے اس حاشیے میں اور میری تشریح میں کوئی حقیقی تخالف و تضاد نہیں ہے۔ دونوں میں السلطان سے مراد کوئی فرد یا شخص نہیں لیا گیا جو ہیئت مقتدرہ پر فائز و متمکن ہو' بلکہ اقتدار فی نفسہ مراد ہے' البتہ اکرام و اہانت کا سزاوار ایک تاویل کی رو سے فقط صاحب اقتدار ہے اور دوسری تعبیر و تشریح کے لحاظ سے اس کا اطلاق حاکم و محکوم دونوں پر ہوتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

(ملک غلام علی)

بقیہ، اسلامی تحریک سے نئے مراحل میں

کر کے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے ہوں' اور ہمارے معترضین سامنے سے آکر ہمارے لیے رکاوٹ بنیں' اور ہمارے خیرخواہ پیچھے سے پکڑ کر ہمیں کھینچ رہے ہوں۔

معترضین سے تو ہم زیادہ توقعات وابستہ نہیں کر سکتے' البتہ اپنے خیرخواہوں سے ضرور یہ امید کرتے ہیں کہ مذکورہ بالا تصریحات پر وہ خاص طور پر غور و فکر کر کے جماعت کی راہ عمل کا ایک صحیح اندازہ قائم کریں گے' کہ وہ کدھر سے ہو کر کدھر کو جاتی ہے۔ یہ حقیقت اگر ایک مرتبہ ذہن نشین ہو جائے' تو پھر انشاء اللہ ایسا نہ ہو گا کہ قدم قدم پر آپ اپنے اندر ایک ذہنی انتشار محسوس کریں' اور ہر مرحلے پر ارشاد فرمائیں لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا اِمْرًا (سورۂ کہف)

© rasailojaraid.com